Lesson 5: Al-Isra (Ayaat 53- 65): Day 19 سُوۡرَۃُ بَنِیۡۤ اسرآئیل / الإسرَاء کی تفسیر

وَاِذۡ قُلۡنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ‌ؕ وَمَا جَعَلۡنَا الرُّءۡيَا الَّتِىۡۤ اَرَيۡنٰكَ اِلَّا فِتۡنَةً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَةَ الۡمَلۡعُوۡنَةَ فِى الۡقُرۡاٰنِ‌ؕ وَنُخَوِّفُهُمۡ ۙ فَمَا يَزِيۡدُهُمۡ اِلَّا طُغۡيَانًا كَبِيۡرًا ﴿۶۰﴾

یاد کرواے محمدؐ، ہم نے تم سے کہہ دیا تھا کہ تیرے رب نے اِن لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور یہ جو کچھ ابھی ہم نے تمہیں دکھایا ہے، اِس کو اور اُس درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے، ہم نے اِن لوگوں کے لیے بس ایک فتنہ بنا کر رکھ دیا ہم اِنہیں تنبیہ پر تنبیہ کیے جا رہے ہیں، مگر ہر تنبیہ اِن کی سر کشی ہی میں اضافہ کیے جاتی ہے۔

وَاِذۡ قُلۡنَا اور جب ہم نے کہا لَكَ آپ کو، وہی انداز ہے، بیچ میں اللہ کے نبیؐ ہیں اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ اور جب ہم آپ سے کہتے ہیں آپ کے ربّ نے لوگوں کا احاطہ کیا ہوا ہے کیسے کیا ہے؟ کہاں کیا ہے؟ سورت بروج آیت 20 میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔

وَّاللّٰهُ مِنۡ وَّرَآٮِٕهِمۡ مُّحِيۡطٌ‌ ۚ﴿۲۰﴾ حالانکہ اللہ نے ان کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ سورت الفجر کی آیت نمبر 14 میں ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالۡمِرۡصَادِ ؕ﴿۱۴﴾ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب گھات لگائے ہوئے ہے۔

1۔ تو اللہ کہتے ہیں کے اے نبی ہم نے آپ کو بتا دیا ہے کے ہم لوگوں سے غافل نہیں ہیں۔ ہم نے لوگوں کو گھیرا ہوا ہے ہر طرف سے یہ لوگ جب ایسی آیتوں کو سنتے ہیں تو ڈرنے کے بجائے فضول بحثوں میں پڑ جاتے ہیں حالانکہ اللہ ان کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔

2۔ یہ دوسری بات ہے وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اور نہیں بتایا ہم نے اس مشاہدے کو الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ جو ہم نے آپ کو دکھایا تھا۔ اشارہ معراج کی طرف ہے۔ کیوں اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ مگر فتنہ لوگوں کے لئے۔ اشارہ ہے شبِ معراج میں اللہ کے نبیؐ کو جو مُشاہدات کرائے گئے تھے ان کی طرف۔ جب اللہ کے نبیؐ نے وہ نشانیاں جو وہاں دیکھیں تھیں اس کی تفصیل مکہ والوں کو بتائی تو مکہ والوں کے لیے تو فتنہ ہی بن گیا۔ وہ نہ خود اس کے منکر ہوئے بلکہ وہ اس کی بنیاد پر وہ مسلمانوں کو ان کے دین سے دور کرنے میں لگ گے اور واقعۂ معراج کو بنیاد بنا کر انہوں نے پورے زور و شور سے اسلام کے خلاف پر اپیگنڈا شروع کیا اور لوگوں کو یہ ثابت کروانا شروع کر دیا کہ محمد ﷺ پر جنون ہے، جن چمٹ گے ہیں۔

اس زمانے میں جب مکہ سے بیت المقدس پہنچنے میں پندرہ دن لگتے تھے تو یہ دعویٰ نا قابلِ یقین معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شخص راتوں رات صرف ایک ہی رات میں بیت المقدس کے آسمانوں تک ہو کر آ گیا۔ تو مکہ والوں نے اس موقعے کو غنیمت جانا اس موضوع کو اچھالا اور مسلمانوں سے بڑھ چڑھ کر بحث کی اور اس طرح یہ بات نہ صرف کفار کے لئے فتنہ بن گئی، بلکہ مسلمانوں کے لیے بھی بن گئی۔ واقعۂ معراج کے بعد کئی لوگ دین سے ہٹ گئے تھے۔ عام حالات میں بہت سارے لوگ دین میں جمے رہتے ہیں۔ انیس بیس کی چیلنج آتی ہے تو ہٹ جاتے ہیں، یہ لوگوں کے اندر کی کمزوری ہوتی ہے۔ یہ وہ ہی وقت تھا جب حضرت ابو بکر صدیق، 'صدیق' بنے۔ جب انہوں یہ کہا کہ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ہر روز فرشتہ آتا ہے تو ہم نے ان کا دعویٰ تسلیم کیا، تو ہم یہ ماننے میں کیوں انکار کریں کہ وہی فرشتہ راتوں رات ان کو آسمانوں کی سیر کروا جائے۔ تو وہ تو صدیق اکبر بن گئے۔ لیکن کئی کچے پکے

ہٹ گئے۔ دعا کیجیے اللہ ایمان پکا کر دے، یہ بہت بڑا فتنہ ہے کچے پکے لوگوں کا۔ آخر میں وہی لوگ جنت میں پہنچیں گے، جو دل سے مسلمان ہوں گے اس لیے اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔

3۔ یہ تیسری بات ہے وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ جو تین نشانیوں کی بات تھی اس آیت میں اور اس درخت کو بھی جس کی قرآن میں لعنت وارد ہوئی۔ یہ زرقوم کا درخت تھا۔ سورت صٰفٰت کی آیت 64 میں ہم پڑھیں گے کہ جہنم میں ایک درخت ہو گا، جہنم کی ایک جڑ ہے اور اس کی تہہ میں درخت ہونگے۔ تو جب یہ بات وہاں پہنچی، تو لوگوں نے مذاق کیا۔ کہنے لگے اچھا جی محمد ﷺ کہتے ہیں کہ جہنم کے اندر درخت ہونگے۔ تم نے کبھی آگ میں بھی درخت اُگتے دیکھے۔ خیال کیا تھا کہ اگر درخت ہو گا تو وہ جل جائے گا۔ لیکن انہوں نے نہیں دیکھا، مائیکروویو اوون میں بھی تو چیز پکتی ہے۔ جب دنیا میں بغیر آگ کے چیزیں پکنے لگ گئیں، تو جہنم کی آگ میں سبز درخت نہیں ہو سکتے۔ تو ابو جہل جیسے لوگوں نے بہت مذاق اڑایا۔ جب کہا گیا جہنم میں تھور کا کھانا ہو گا تو اندر گیا، مکھن اور زیتون ملا کر کھانے لگا، تو کہنے لگا کھاؤ کھاؤ، یہی ہے وہ کھانا جس کی محمد ﷺ باتیں کرتا ہے (نعوذ باللہ) تمسخر، ٹوٹکے، شوشے اور یہ مذاق اللہ کے نبیؐ کی محفلوں میں نہیں کرتے تھے بلکہ یہ سائیڈ کی محفلوں میں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کہتے ہیں وَنُخَوِّفُهُمْ ہم ان باتوں سے تو پھر ان کو خوف دلاتے ہیں لیکن فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا مگر یہ تنبیہ ان کی سرکشی میں اضافہ کئے جا رہی ہے۔ جتنا سمجھاؤ اتنا ہی دو، ر جتنا ڈراؤ اتنا ہی نہ ڈر، جب بندہ ڈھیٹ ہو جاتا ہے تو کوئی روتا ہے تو وہ ہنستا ہے، کوئی ڈراتا ہے تو وہ آگے سے ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ ایسی باتیں سن کے لوگ اور زیادہ مسکراتے ہیں۔ یہ کیسی باتیں کرتے ہیں ان کو سمجھ ہی نہیں تو

اللہ کی ذات فرماتی ہے کہ تم جو بھی کہتے ہو ان کو بتادو کہ اللہ کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے یہاں بات پوری ہوئی۔

لیکن یہاں ایک چھوٹی سی بات ہے جس پہ ایک باطل نظریہ شروع ہو گا اس پہ بات کروں گی۔ آیت 60 میں آیا تھاوَّاللّٰهُ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ مُّحِيۡطٌ ۚ آپ اس آیت کو کیسے سمجھیں کہ اللہ نے ان سب کو گھیر اہوا ہے۔ بات سچ ہے۔ کیا اس لفظ میں اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ حاضر ناضر ہونے کا نظریہ نکلتا ہے۔ کچھ لوگوں نے فلسفے کی روشنی میں پڑ کر ایک نظریہ بنایا جس "پینتھیزم" کہتے ہیں۔ فارسی میں اس کو 'ہَمَا اُسں' کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ پوری کائنات (نعوذ باللہ) خدا ہے اور ہر ایک نے جو روپ دھارا ہوا یہ اندر میں اللہ ہے۔ لفظ حلول اور اوتار سُنا ہو گا، اوتار کیا ہو تا ہے جیسے سورج کو دیو تا کا اوتار کہتے تھے۔ فرعون کو کہتے تھے کہ اصل میں یہ سورج جو ہے وہ زمین پہ فرعون کے روپ میں آیا ہوا ہے۔ یعنی فرعون اندر سے سورج ہے اور باہر سے فرعون ہے۔ اس کو کہتے ہیں اوتار۔ ہندوں میں یہ لفظ بہت عام ہے۔ آپ 'شبیعہ' کو اوتار کہہ سکتے ہیں۔

کچھ لوگ اس قسم کی آیتوں کو لیکر ثابت کرتے ہیں کہ دیکھووَّاللّٰهُ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ مُّحِيۡطٌ ۚ اس سے پتہ کیا چلتا ہے کہ ہر چیز کو تو اللہ نے گھیر اہوا ہے، تو (نعوذ باللہ) ہر چیز میں اللہ ہے۔ جیسے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ اسلام کو وادی تیہ میں جس درخت سے پُکار دی تھی اس درخت کے اندر نعوذ باللہ خود خدا تھا اور درخت نے جب کہا تھااِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ۔ تو یہ ایک باطل نظریہ ہے۔ آج کے دور میں ایسی باتیں لوگوں کو بہت مائل کرتی ہیں۔ ہم اس آیت کو ایسے سمجھیں گے کہ "اللہ آسمان پر ہی ہے، اللہ تعالیٰ کا وجود عرش پر ہے، یعنی وجود سے اللہ تعالیٰ عرش پر ہی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے علم یعنی علیم ہونے کے ناطے

اور سمیع سماعت ہونے کے ناطے اور بصیر ہونے کے ناطے وہ دنیا کے کونے کونے کو جانتا ہے"۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اتنی بڑی ہیں کہ وہ وہاں ہونے کے باوجود بھی ہمیں دیکھ رہا ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ حاضر اور ناظر ہے، یہ درست جملہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو حدود و قیود اور زمان اور مکان سے پاک ہے۔ ہم اس کو کسی چیز میں نہیں سمیٹ سکتے اور ایسے فتنوں سے بچنا بہت ضروری ہے اور یہ فتنہ آجکل بہت عام ہے۔

سبق کا خلاصہ ۔ یہاں تک سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو چنا تھا، لیکن جو لوگوں کا دل ابھی تک پورا نہیں کھلا تھا وہ حیلے بہانے کرکے نشانیاں اور معجزے مانگتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمادیا کہ اگر تمہیں نہیں ماننا تو تم معجزے مانگ کر بھی نہیں مانتے۔

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ قَالَ ءَاَسۡجُدُ لِمَنۡ خَلَقۡتَ طِيۡنًا‌ۚ ﴿۶۱﴾

اور یاد کرو جبکہ ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو، تو سب نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے نہ کیا اس نے کہا "کیا میں اُس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟"

حکم ماننے کی بجائے سوالات کرنا شروع کر دیئے۔ یہ بھی ایک ابلیسی رویہ ہے کہ جو کہا تھا وہ نہیں کیا بلکہ اس کے جواب میں سوال پوچھنا شروع کر دیے۔ یعنی یہ حکم کی حکمت معلوم کرنے لگ گیا کہ تم مجھے اس کو سجدہ کرنے کا کہہ رہے ہو جس کو تم نے مٹی سے پیدا کیا۔ اس میں خاص طور پر آدم کی تحقیر مراد ہے۔ سورہ بقرہ کے رکوع نمبر 4 اور سورۃ اعراف کے رکوع نمبر دو میں اور سورۃ حجر کے رکوع نمبر 3 میں یہ قصہ تین بار ہم سن چکے ہیں۔

یہاں یہ بات چوتھی بار آرہی ہے، ہر جگہ قصے کا سٹائل مختلف ہے اب اس سے بھی آگے بڑھا ابلیس۔

قَالَ اَرَءَيۡتَكَ هٰذَا الَّذِىۡ كَرَّمۡتَ عَلَىَّ لَئِنۡ اَخَّرۡتَنِ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ لَاَحۡتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۶۲﴾

پھر وہ بولا "دیکھ تو سہی، کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اِسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں، بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے "

یعنی یہ بہت زیادہ تحقیر کا انداز ہے، یعنی تم نے اپنی شکل دیکھی ہے، تو مجھے یہ حکم دے رہے ہو۔ اس میں یہ انداز ہے نَعُوۡذُ بِاللہ یا تو اللہ تعالیٰ خود کو دیکھ یا اس کو دیکھ جس کے لیے تو مجھے حکم دے رہا ہے لَئِنۡ اَخَّرۡتَنِ یہاں سے شیطان کی دعا شروع ہوتی ہے، اگر تم نے مجھے مہلت دی اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ قیامت کے دن تک اس سے یہ پتہ چلا کہ ابلیس کو بھی اس بات کا پتہ ہے۔۔ 1۔ دعائیں اللہ سنتا ہے۔

2۔ اور دوسری بات ڈائریکٹ اللہ کو پکار رہا ہے درمیان میں کوئی وسیلہ نہیں ڈال رہا۔

3۔ اور تیسری بات اس کو قیامت پر یقین ہے۔

اس کے عقیدے اتنے پختہ ہونے کے باوجود اسکا عمل اس کو کہاں لے گیا۔ جس کے لیے تو نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو سجدہ کروں، کیا تو نے اس کو دیکھا ہے، بس تو مجھے قیامت کے دن تک کی مہلت دے، اس دوران کیا کروں گا، ۔لَاَحۡتَنِكَنَّ میں اس کی نسلوں کو قابو میں کر لوں گا۔ لفظ لَاَحۡتَنِكَنَّ حَنَکَ سے ہے۔ بچے کو تحنیک دی۔ یعنی گھٹی دینا یہ بہت عام لفظ ہے۔ اس کا لفظی معنی ہے جکڑ دینا، لگام دینا، یعنی مجھے لمبی عمر دے کر تو دیکھ، میں آدم کے بچوں کو جکڑ لوں گا، انکو لگام میں ڈالوں گا۔

گویا کہ ان کو پورے کا پورا اپنے قابو میں لے لوں گا۔

اگر اس لفظ کا ڈکشنری معنی دیکھا جائے تو بہت باریک ہیں مکڑیاں جب کسی جگہ جاتی ہیں تو پوری کی پوری جگہ چٹ کر جاتی ہیں۔ اسی طرح جب کہ ٹڈیاں کسی فصل پر پڑتی ہے تو فصل کا صفایا کر دیتی ہیں اس کے لئے بھی یہی لفظ آتا ہے۔ اسی طرح گھوڑے کو نیچے والے جبڑے کو اوپر والے جبڑے سے باندھ دیا جاتا ہے یعنی جب مالک چاہتا ہے کہ گھوڑا کچھ نہ کھائے تو اس کا منہ باندھ دیتا ہے، اس کیفیت کو بھی احتناک کہتے ہیں دیکھیں وہ شیطان ہمیں کیسے لپیٹتا ہے۔ ان سارے الفاظ کا معنی یہ ہے کہ میں ان کو جکڑ لونگا، قابو میں کر لوں گا۔ گھوڑا جب طاقت ور ہو تو لگام ڈالنے سے وہ مالک کے قابو میں آجاتا ہے پھر جتنا مرضی تیز دوڑائیں، ہلکا کریں، روکیں وہ رُک جاتا ہے۔ اسی طرح ابلیس یہاں اپنا پلان دے رہا ہے کہ میں آدم کی اولاد کو مکمل طور پر اپنے قابو میں لے آؤں گا اور اس کو میں اپنی مرضی سے مکمل استعمال کروں گا۔ اور شیطان یہ صرف کہتا ہی نہیں ہے بلکہ کر کے بھی دکھاتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ابلیس وہاں پہلے سے ہی آ کے بیٹھا ہوتا ہے، جونہی بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اس کے دونوں پہلوؤں میں انگلی چبھوتا ہے لیکن یہ سب پردے کے پیچھے کرتا ہے اسی سے ہی پھر بچہ روتا ہے۔ حدیث کی روشنی میں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ بچے کے پیدا ہوتے ہی ابلیس اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ ہم تو دین والوں کے پاس تب جاتے ہیں جب پانی سر سے گزر جائے۔ جب کہ ابلیس کی ٹائمنگ لانگ ٹرم ہے اور یہ وقت سے پہلے ہی تیاریاں کرتا ہے۔

صحیح بخاری کی روایت۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کیا تم میں سے کوئی ہے جسے نبی کی دعا نے شیطان سے محفوظ رکھا ہو تو مغیرہ نے کہا؛ ہاں عمار بن یاسر کو جب ان کی ماں پریگنڈنٹ

تھی تو اس نے اللہ کے نبی کو دعا کا کہا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ اللہ اس بچے کو شیطان سے بچائے۔ تو اس میں تین لوگوں کا نام آتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ شیطان سب بچوں کو چھوتا ہے سوائے دو کے، مریم اور عیسیٰ۔ ان کو دعا لگ گئی بی بی حنا کی اور وہ بچ گئے اور عمار بن یاسر کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لگی اور وہ بھی بچ گئے۔ تو گویا کہ شیطان پہلے دن سے ہی بچوں کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ لَاَحْتَنِكَنَّ اس میں پورا اعتماد ہے کہ میں پورے یقین سے کر لوں گا، ضرور کر لوں گا کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ مجھے اپنا کام کرنا آتا ہے۔ اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑے بچیں گے، کون سے تھوڑے، سورت حجر آیت نمبر 40 میں ہے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ تو خالص بندوں پر میرا زور نہیں چلے گا۔ تو ان آیتوں میں ابلیس کا ٹارگٹ کیا دکھتا ہے کہ ابلیس آدم کے بچوں کو بچپن سے ہی پکڑ لیتا ہے اور ان کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ابلیس کا چیلنج سن کر جواب دیتے ہیں، کوئی خوف نہیں۔

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اچھا تو جا، ان میں سے جو بھی تیری پیروی کریں، تجھ سمیت اُن سب کے لیے جہنم ہی بھرپور جزا ہے۔

مَّوْفُوْرًا وافر سے ہے، یعنی جہنم بھی تمہیں بہت زیادہ ہی ملے گی۔ جہنم کے لیے سزا سورت صٓ آیت نمبر 80، 81 میں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ڈھیل دی قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ایک معلوم وقت کے دن تک۔ اللہ تعالیٰ نے کہا تم جاؤ لیکن اس کے بعد تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ گویا

کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے چیلنج کو قبول کیا اور اس کو اجازت دے دی کہ جاؤ تم کر لو جو کرنا ہے۔ اب اگلی آیت میں شیطان کی ورکنگ میتھاڈالوجی بتائی گئی۔

وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِكَ وَاَجۡلِبۡ عَلَيۡهِمۡ بِخَيۡلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكۡهُمۡ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ وَعِدۡهُمۡ‌ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا‏ ﴿۶۴﴾

تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے، ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالا، مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا، اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

وَاسۡتَفۡزِزۡ کسی چیز کو بہت ہلکا پھلکا جان کر ادھر سے ادھر اچھالنا، اس کو وَاسۡتَفۡزِزۡ کہتے ہیں۔ یعنی ان میں سے جو ہلکے لوگ ہیں جن کا ایمان نہیں ہے تو تُو ان کو بہکا لے اور ان کو اکھاڑ دے، کیسے؟ مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِكَ اپنی آواز سے۔ یہاں سے شیطان کے چار دروازے نظر آتے ہیں۔

1۔ اس کا پہلا دروازہ آواز ہے۔

اور آج آوازوں نے ہی لوگوں کو بہکایا ہوا ہے ہر طرف آوازیں ہی آوازیں۔ کہیں ساز کی صورت میں کہیں پروپیگنڈوں کی صورت میں، ہر وہ آواز جس کے ذریعے سے شیطان برائی کی طرف بلائے یعنی یہ برائی کی آواز ہے۔ تو اس کو پہلا چیلنج اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ جس کو تو چاہے اپنی آوازوں سے بہکالے۔ تو یہاں پہلی بات ہو گئی۔ جب کبھی کسی نیکی کے کام میں ڈگمگائیں، تو سمجھیں کہ آپ شیطان کے وار میں آ گئے۔

وَاَجۡلِبۡ عَلَيۡهِمۡ بِخَيۡلِكَ رعونت ڈالنا ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کو۔ اَجۡلِبۡ کا لفظ جلب سے ہے، ج، ل، ب، جلباب کا لفظ بھی اسی سے ہے، جلباب اس چادر کو کہا جاتا ہے جو سر پر ڈالے تو پاؤں تک آجائے پورا گھیراؤ کرنا یعنی سر سے پاؤں تک چڑھالینا۔ بِخَيۡلِكَ اپنے سوار، خیل بنیادی طور پر گھوڑے کو کہتے ہیں۔ اس میں بڑی رعونت کا لفظ آتا ہے، تیز کام کرنے والے کارندے، تو جا ان پر اپنے بہت سمارٹ قسم کے لوگ بھی مسلط کر دیے اور ساتھ ہی رَجِلِكَ، رجل پاؤں کو کہتے ہیں۔ رجل را کی زیر کے ساتھ ہو گا تو اس سے مراد پاؤں ہے۔ رجل را کی پیش سے ہو گا تو اس سے مراد مرد ہے، رجال اس کی جمع ہے۔ اصل میں بِخَيۡلِكَ اس کے لانگ ٹرم پلان ہیں اور رَجِلِكَ اس کے شارٹ ٹرم پلان ہیں۔ یعنی تم اس پہ اپنے ہر ممکن طریقے سے وار کر لو وَشَارِكۡهُمۡ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ وَعِدۡهُمۡ‌ؕ اور ان کے مال اور ان کی اولادوں میں شریک ہو جا اور وَعِدۡهُمۡ ان سے وعدے کر۔ اس میں ہم نے چار چیزیں پڑھی ہیں، بِصَوۡتِكَ اپنی آواز کے ساتھ ؛

2۔ دوسرا اس کا وار ہمارا مال ہے۔

3۔ اور تیسر وار ہماری اولاد ہے۔

4۔ اور چوتھا اس کے جھوٹے وعدے ہیں۔

چار دروازے ہیں جن سے شیطان جھانک جھانک کے آج انسانیت کو خراب کر رہا ہے۔ ساتھ اللہ تعالیٰ نے رزلٹ بھی بتادیا وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا اور نہیں ان سے شیطان وعدے کرتا مگر دھوکے کا۔ یعنی وہ کرنے کی کوشش تو پوری کرے گا لیکن کر نہیں پائے گا۔ اس کا کس پہ زور نہیں ہے؟

اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیۡلًا ﴿۶۵﴾

یقیناًمیرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہو گا،اور توکل کے لیے تیرا رب کافی ہے"

انسانوں کو بہکانے کے لئے جو کچھ کر سکتے ہو کرو، ان کے دلوں میں وسوسے ڈالو، ان سے وعدے کرو، انہیں سبز باز دکھاؤ، تمام حربے استعمال کر لو لیکن یہ تمہیں ہر گز اختیار نہیں ہو گا کہ تم میرے کسی بندے کو اس کی مرضی کے خلاف گمراہی کے راستے پر لے جاؤ کیونکہ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیۡلًا کافی ہے تیرا رب تجھے بطور کارساز۔ یعنی جو بندہ شیطان سے بچنا چاہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور جس کا مددگار اور کارساز اللہ ہو پھر اس کو کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی یہ تھا ان آیات کا خلاصہ۔

ان آیات کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ میرا دشمن میرے پیچھے لگا ہوا ہے۔ ہر ممکن طریقے سے مجھے اور میری اولاد کو اور میرے مال کو اپنے ہاتھوں میں لینا چاہتا ہے اور اس کا سب سے خوبصورت سہارا آواز ہے۔ شیطان ہمارا دشمن ہے کیونکہ اس نے حسد کیا تھا۔ بہت ساری دشمنیوں کے پیچھے حسد ہوتا ہے۔ کسی کے بارے میں اگر کوئی برا خیال آتا ہے تو اس کے پیچھے حسد ہوتا ہے۔ اس کو نکالنا ہے، کیونکہ حسد ایک ایسی برائی تھی کہ جس نے ابلیس کو کدھر پہنچا دیا۔

اور دوسری بات کہ ابلیس کا یہ کہنا کہ میں ہر ممکن کوشش کروں گا لیکن بہکا نہیں سکوں گا، اس سے تسلی بھی ملتی ہے۔ شیطان ہماری پوری کوشش کے باوجود بھی کوئی خرابی نہیں کر سکتا، جب تک ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑے رہیں۔ گویا کہ اخلاص کی جیکٹ پہن لیں تو شیطان کا زور نہیں چلتا۔

شیطان کیسے کام کرتا ہے؟ شیطان صرف دعوے ہی نہیں بلکہ کام بھی کرتا ہے۔وہ دعوے کرکے جا کے سو نہیں جاتا بلکہ وہ وقت اس کے کام کا وقت ہوتا ہے۔شیطان کا یہ سارا منظر ایسے ذہن میں آتا ہے جیسے وہ کوئی ڈاکو ہے کسی بستی میں آیا اور ساتھ اپنی فوجیں لے کے آیا۔پیدل سوار کی فوجیں لے کے آیا اور کہتا ہے سب کو لوٹ لو چھاپہ ماروں اور جو ہاتھ میں آتا ہے اس کو لے کے چل پڑو۔اللہ تعالی نے شیطان کا وار ہمارے سامنے کھول کے رکھ دیا، اب بچنا نہ بچنا ہمارا کام ہے۔

1۔شیطان کا پہلا وار۔ شیطان کا سب سے پہلا وار یہ ہوتا ہے کہ انسان کوئی کفر کرے۔اس کا تذکرہ ہم سورہ حشر میں پڑھیں گے کہ شیطان سب سے پہلے لوگوں کو کفر پہ مائل کرتا ہے، پھر جب لوگ اس کے کہنے پر کفر کر لیتے ہیں پھر کہتا ہے کہ میں تم سے بیزار ہوں اور پھر وہ اس کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔جب انسان شیطان کے اس وار سے بچ جاتا ہے اور کہے میں یہ نہیں کر سکتا جو تم کہہ رہے ہو۔

2۔شیطان کا دوسرا وار۔ جب انسان کفر نہیں کرتا تو پھر اس کا اگلا وار شرک کا ہے۔کہتا ہے کہ تم اللہ کو تو مانتے ہی ہو، ٹھیک ہے تمہاری مرضی لیکن اس کے ساتھ اوروں کو بھی مانو، اسی لیے آج فیشن اور کلچر کے نام کے بہت سارے بت ہمارے معاشرے میں نظر آتے ہیں۔ہر دور کے شرک میں فرق ہوتا ہے کل لکڑی کے بت تھے، آج مادہ پرستی کا بُت ہے۔

3۔شیطان کا تیسرا وار۔ جو انسان شرک سے بھی بچ جائے تو اس کا تیسرا وار یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو بدعت پر ڈال دیتا ہے۔بدعت کہتے ہیں سنت کے مقابلے میں غیر مسنون کام۔

ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ بدعت، سنت کو توڑ دیتی ہے۔یعنی اپنی مرضی سے نیکیوں کے کام کروانا اور اللہ تعالی کے حکم کو پیچھے ڈال دینا۔

4۔ شیطان کا چوتھا وار۔ جو بندہ بدعت سے بھی بچ جائے تو پھر شیطان اس کو کبیرہ گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کو بڑے بڑے گناہوں پہ لگاتا ہے۔ اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے شیطان کو کہ لوگوں کے باقی کام پیچھے رہ گئے بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں کروا کے بڑے بڑے گناہوں میں لے جاتا ہے۔

5۔ شیطان کا پانچواں وار۔ لوگ جب اس کبیرہ گناہوں سے بھی بچ جائے تو پھر شیطان اگلے درجے پر ایسے لوگوں کے خلاف بدگمانیاں پیدا کرتا ہے جو دین کی طرف بلاتے ہیں اور یہ شیطان کا بڑا مشہور عہدہ ہے۔ مولوی، علماء اکرام، دیندار ان کی باتیں لوگوں کو یوں ہائی لائٹ کر کے دکھاتا ہے کہ لوگ ان سے بدگمان ہو جائیں۔ جب ان سے بدگمان ہوں گے تو لوگ دین سے بدگمان ہوں گے، کیونکہ ایسا بندہ کتنی چکیوں میں پسنے کے بعد بڑا مفید بندہ بن چکا ہوتا ہے۔ شیطان کا چکر یہ ہوتا ہے کہ ایسے بندے کے خلاف کوئی بات عام کر دو تو پھر شیطان کا کام ہو جائے گا۔

6۔ شیطان کا چھٹا وار۔ جب لوگ علماء کرام کے خلاف باتیں کرنے سے بھی بچ گئے تو پھر اس سے اگلے درجے میں صغیرہ گناہوں میں ملوث کرتا ہے۔ کہتا ہے کوئی بات نہیں چھوٹے چھوٹے ہی گناہ ہے اور چھوٹے چھوٹے گناہ اتنے بڑھا دیتا ہے کہ وہ چھوٹی لکڑیاں جمع ہو کر بہت زیادہ آگ جلوا دیں گے اور یہ بہت خطرناک بات ہے۔ کبیرہ گناہوں سے لوگ توبہ کر لیتے ہیں، صغیرہ گناہوں کو تو لوگ گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ یہی گناہ بڑھ بڑھ کے انسان کو جہنم میں ڈلوا دیں گے۔

7۔ شیطان کا ساتواں وار۔ اس وار سے بھی اگر انسان بچ جائے تو شیطان کا اگلا وار؛ زیادہ مفید کاموں سے ہٹا کر کم فائدے کی چیزوں میں ڈال دیتا ہے۔ یعنی قرآن سیکھنے کے بجائے گھر بیٹھے نفل پڑھتے رہو، یہ کروائے گا۔ جس چیز سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے اس سے ہٹا دیتا ہے، کم فائدے کی چیزوں کو پہلے

لاتا ہے۔یعنی مباح کاموں میں مصروف رکھتا ہے اور اجر والے کاموں سے روک لیتا ہے۔مباح کام کون سے ہیں، جیسے گھر کی صفائی، کھانا پکانا وغیرہ یہ مباح ہے۔عام حالات میں مباح جائز کام کو کہتے ہیں جس میں نہ گناہ ہو نہ ثواب۔ تو چھوٹے چھوٹے کام کروا کے بڑے بڑے اجر والے کاموں سے دور کروا دیتا ہے۔

8۔ شیطان کا آٹھواں وار۔ اس کے بعد شیطان کا اگلا وار گناہوں کے کاموں کو کم خطرناک کر کے دکھاتا ہے۔بڑے گناہ کا جو نقصان ہے اس کو چھوٹا کر کے دکھاتا ہے۔

9۔ شیطان کا نواں وار۔ اس کا اگلا وار ہے کہ انسان کو ستر اچھے کاموں میں مبتلا کر کے کوئی ایک برائی کروالیتا ہے۔ شیطان اتنا عقلمند ہے کہ پہلے انسان سے نیکیاں کرواتا رہتا ہے، اس کے بعد ایک دم اس سے ایک ایسی بڑی برائی کروائے گا کہ اس کی ساری نیکیاں ضائع ہو جائیں گی۔اور اس کے بعد دیکھیں انسان کو ابلیس یہ احساس دلواتا ہے کہ میں کچھ نہیں ہوں، یہ بھی شیطان کا ایک بہت بڑا وار ہے۔وہ کہتا ہے کہ نہیں میرا کوئی وجود نہیں ہے، اگر کسی کو کہیں کہ تم پر شیطان آگیا ہے تو وہ غصہ کرے گا۔ یہ بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

اس کے بعد جھوٹے وعدے اور گناہوں کے ساتھ توبہ کی امید دلاتا ہے، کہ اللہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ گناہ آج تو توبہ کل۔ گناہ جلدی جلدی اور نیکیاں دیر دیر سے کرواتا ہے۔ شیطان اس طرح سے ہمیں بہکاتا ہے کہ پتہ نہیں چلتا۔

پھر ایک اور کام جو شیطان کرواتا ہے کہ اللہ کے حکم میں مخالفت سکھاتا ہے۔ جیسے اس نے خود کی۔

تنقید کروائے گا، خود نماز نہیں پڑھیں گے لیکن مولویوں پر تنقید کریں گے۔ اس سے پھر مخالفت پیدا ہوتی ہے۔

پھر اسی طرح شیطان کا ایک اور وار کہ برے کاموں کے خوبصورت نام رکھوا دیتا ہے۔ اس کی سب سے خوبصورت مثال "انٹرسٹ" ہے۔ جیسے عربی میں بیاج، سود کہتے ہیں، لیکن انگلش میں اس کو انٹرسٹ کہتے ہیں۔ جیسے ناروے میں سود کو رینٹ کہتے ہیں۔ لفظ انٹرسٹ سے ہی سود کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ انگلش میں اگر کوئی سود کو "کوبرا" (سانپ) کہہ دے تو لوگ اسے سے ڈر جائیں گے۔ گویا کہ شیطان خوبصورت نام رکھواتا ہے۔ جیسے میوزک، آرٹسٹ وغیرہ۔

اسی طرح ابلیس کا ایک اور کام افراط و تفریط پیدا کرتا ہے۔ جیسے ہم نے کسی کام کو تھوڑا کرنا ہوتا ہے تو زیادہ کروا دیتا ہے، اگر زیادہ کرنا ہوتا ہے تو کم کروا دیتا ہے اور یہ آج بھی ہے جیسے نمازوں میں نفل پہ نفل پڑھا دیتا ہے اور فرائض اور سنت چھڑوا لیتا ہے۔ اور اسی طرح معاملات میں بھی افراط و تفریط کرواتا ہے۔ جس رشتے کی صرف عزت کرنی تھی، اس کو 'ہولی' بنا دیتا ہے۔ اللہ کا حکم چھڑوا کے اس سے انسان کی بات منوا لیتا ہے۔ اسی طرح حقوق میں بھی افراط و تفریط ہے۔ عورت کو آزادی کے نام پہ اور برابر کے حقوق کے نام پہ کہاں پہنچا دیا۔

اسی طرح اس کا ایک اور وار ہے کہ نیک کاموں سے بے ہمتی پیدا کروا لیتا ہے۔ نیک کام کو مشکل کر کے دکھاتا ہے کہ مجھ سے نہیں ہو گا۔